خلافت لائبریری ربوہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

جمعرات | 12-فروری 1998ء

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

CPL 61

☎ 213029

جلد 8-83 نمبر 33 | جمعرات 13 شوال۔1418ھ 12 تبلیغ 1377ھش 12 فروری 1998ء

بدیوں سے بچیں اور نیکیاں کریں

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

نرا بدیوں سے بچنا کوئی کمال نہیں۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ اسی پر بس نہ کرے۔ نہیں بلکہ انہیں دونوں کمال حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہئے۔ جس کے لئے مجاہدہ اور دعا سے کام لیں یعنی بدیوں سے بچیں اور نیکیاں کریں۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ خدا کو سادہ نہ سمجھ لے کہ وہ مکرو فریب میں آجائے گا۔ جو شخص سفلہ طبع ہو کر خدا تعالیٰ کو دھوکا دینا چاہتا ہے اور نیکی اور راستبازی کی چادر کے نیچے فریب کرتا ہے وہ یاد رکھے خدا تعالیٰ اسے اور بھی رسوا کرے گا۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 663)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

ایمان بڑی دولت ہے اور ایمان اس بات کو کہتے ہیں کہ اس حالت میں مان لیا جائے جبکہ علم ابھی کمال کے درجہ تک نہ پہنچا ہو۔ اور ابھی شکوک و شبہات سے ایک جنگ شروع ہو۔ پس اسی حالت میں جو شخص تصدیق قلبی اور تصدیق لسانی سے کام لیتا ہے' وہ (صاحب ایمان) ہے اور حضرت احدیت میں اس کا نام راستباز اور صادق رکھا جاتا ہے اور اس کے اس فعل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے موہبت کے طور پر معرفت تامہ کے مراتب اس پر کھولے جاتے ہیں اور اصل بہشت اسی ایمان سے شروع ہوتا ہے' چنانچہ کلام الٰہی نے جہاں بہشت کا تذکرہ فرمایا ہے' وہاں پہلے ایمان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور پھر اعمال صالحہ کا اور اعمال صالحہ کی جزا (-) یعنی ایمان کی جزا جنت اور اس جنت کو ہمیشہ سر سبز رکھنے کے لئے چونکہ نہروں کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے وہ نہریں اعمال صالحہ کا نتیجہ ہیں۔ اور اصل حقیقت یہی ہے کہ وہ اعمال صالحہ اس دوسرے جہان میں انہار جاریہ کے رنگ میں متمثل ہو جائیں گے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 572)

حسد اور دشمنی سے بچنا ضروری ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

فرمایا حسد نہ کرو۔ اچھی چیز دیکھ کر دل میں حسد پیدا ہوتا ہے ہر وہ بات جو فطرت کے اندر موجود ہے اس کی دو صورتیں ہیں اور دونوں صورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادی ہیں ایک صورت اس حدیث میں پیش ہو رہی ہے۔ ایک شخص کسی دوسرے کو اپنے سے اچھا دیکھتا ہے۔ اگر اچھا دیکھتا ہے تو اس کے نتیجے میں اگر تکلیف ہو رہی ہے کس قسم کی تو پھر جو کچھ بھی جذبات پیدا ہوئے ہیں وہ حسد ہے۔ اگر خوشی ہو رہی ہے تو اسے رشک کہتے ہیں۔ حسد نہیں۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رشک سے منع نہیں فرمایا بلکہ حسد سے منع فرمایا ہے۔ اور حسد کی پہچان یہ ہے اور یہ ایسی پہچان ہے جو کبھی آپ سے جھوٹ نہیں بولے گی۔

جب اپنے بھائی کو کسی اچھی حالت میں دیکھیں تو اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھیں کہ آپ کو خوشی ہوئی ہے، کہ غم پہنچا ہے۔ اگر معمولی سا بھی صدمہ ہوا ہو تو پھر آپ میں حسد پیدا ہونے کا احتمال موجود ہے۔ یا خطرہ موجود ہے۔ اور اگر خوشی ہے تو آپ شوق سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس خوشی سے فائدہ اٹھائیں۔

(-) فرمایا اگر تمہیں کوئی اچھا لگتا ہے تو اس خوبی میں اس سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔ یہ منع نہیں ہے۔ یہ رشک کی پیداوار ہے۔ حسد کی پیداوار یہ ہے کہ اس کی خوبی کو برائی میں تبدیل کرنے کی کوشش کرو۔ خواہ سچ ہو خواہ جھوٹ ہو۔ مقصد دونوں صورتوں میں اوپر آنا ہے۔

اب موزانہ کر کے دیکھیں دونوں صورتوں میں آخری نتیجہ کی نیت ایک ہی ہے کہ میں اوپر ہو جاؤں اس لئے فرمایا کہ ایک طریقہ ایسا ہے جس سے تمہاری فطرت کی پیاس بجھے گی اور اچھے طریق پر بجھے گی۔ اور وہ ہے اونچے بے شک ہوں۔ اونچے ہونے سے منع نہیں فرمایا گیا۔ کہیں بھی انسانی فطرت کے طبعی جذبات کو غلط قرار نہیں دیا کیونکہ یہ خدا کی پیداوار ہے۔ خدا نے پیدا کیا ہے ان چیزوں کو ان کے بر محل استعمال کا نام اعلیٰ خلق ہے۔ ان کے بر محل استعمال کا نام نیکی ہے۔ تو تمنا تو ہے کہ میں اونچا ہوں بھائی سے لیکن اسی کی نیکی میں اس کو شکست دے کر۔ اعلیٰ درجہ کی نیکیاں حاصل کر کے بے شک آگے بڑھ جاؤ۔ لیکن اس کی اچھائی برائی میں تبدیل کر کے یا ایسی برائی اس میں ڈھونڈ کر جو اس میں ہے ہی نہیں اور بیان کر کے یا برائی ڈھونڈ کر جو اس میں ہے پھر اس کی تشہیر کر کے جو کام تم کرو گے وہ حسد کے نتیجے میں ہے اور (کلام الٰہی) تم کو اس کی اجازت نہیں دیتا۔

پھر فرمایا حسد نہ کرو دشمنی نہ رکھو۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے حسد پہلے بھی کھل کر بیان کر چکا ہوں' حسد بنیادی طور پر کسی دشمنی کے

باقی صفحہ 7 پر

اعلان نکاح

○ مکرم ملک منور جاوید صاحب نائب ناظر ضیافت لکھتے ہیں۔

خاکسار کی بھتیجی عزیزی امتہ السلام صاحبہ بنت برادرم ملک محمد احمد صاحب ایڈووکیٹ گوجرانوالہ کے نکاح ہمراہ عزیزم نصیر احمد صاحب ناگی ابن مکرم خلیل احمد صاحب ناگی آف لاہور کا اعلان بعوض ایک لاکھ روپیہ پر مورخہ 98-2-8 کو مکرم مختار احمد صاحب ملہی ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ ضلع گوجرانوالہ نے شیلٹن ہوٹل گوجرانوالہ میں کیا۔ احباب جماعت سے رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ عزیزہ شازیہ تبسم بنت مکرم صوفی محمد اکرم صاحب ٹاؤن شپ لاہور کا نکاح ہمراہ مکرم عبدالحی صاحب ولد مکرم عبدالواحد صاحب (وفات یافتہ) ماڈل واچ لاہور بعوض 50 ہزار روپے حق مہر پر مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد نے مورخہ 14 نومبر 1997ء کو بیت النور لاہور میں پڑھا۔ اور 16 نومبر کو تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ جس میں محترم شاہ صاحب موصوف نے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے مبارک فرمائے۔

○ مکرم تنویر احمد صاحب ناصر ایم اے ابلاغیات 184/7R قائد علاقہ بہاولنگر ابن مکرم نذیر احمد صاحب خادم کا نکاح مکرم منیر احمد صاحب بسمل نائب ناظر اشاعت (سمعی و بصری) نے محترمہ شفقت صاحبہ بنت چوہدری فیض محمد صاحب سندھو سے 18 دسمبر 1997ء کو 166/7R میں پڑھا۔ نکاح کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

○ ہومیو پیتھک ڈاکٹر مکرم وقار منظور بسراء صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ 13 جنوری 1998ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ بیٹا خدا کے فضل سے وقف نو میں شامل ہے۔ نومولود کا نام حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے تاشف وقار عطا فرمایا ہے۔ یہ بچہ محترم چوہدری منظور حسین بسراء صاحب کا پوتا اور محترم چوہدری محمد انور واہلہ صاحب کا نواسہ ہے جملہ احباب سے بچہ کے نیک خادم دین ہونے اور صحت و سلامتی والی طویل عمر پانے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مُشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

12 تبلیغ 1377 ہش 12 فروری 1998ء

زبان خلق اور نقارہ خدا

کہا جاتا ہے کہ زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو۔ یعنی جب لوگ کسی بات کو اچھا کہیں تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ بات خدا تعالیٰ کو پسندیدہ ہے۔ یا جب لوگ کسی بات کو برا کہیں تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ خدا تعالیٰ کو ناپسندیدہ ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اچھی بات کو زیادہ تر لوگ اچھا ہی کہیں گے اور بری بات کو برا ہی کہیں گے۔ لیکن اگر ہم یہ سمجھیں کہ ہر وہ بات جسے لوگ اچھا کہتے ہیں وہ ضرور اچھی ہی ہو گی یا جسے بری کہتے ہیں وہ ضرور بری ہی ہو گی تو ہو سکتا ہے کہ ہم ایسا سمجھنے میں غلطی خوردہ ہوں۔ بعض اوقات کسی نہ کسی وجہ سے اکثریت کو کوئی بات پسند نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی سچائیوں کے متعلق غور کر کے دیکھئے۔ لوگ شروع شروع میں انہیں کب مانتے ہیں۔ اکثریت مخالفت کرتی ہے اور اکثریت کو یہ گھمنڈ بھی ہوتا ہے کہ چونکہ وہ اکثریت ہے اس لئے جو کہے گی وہی مانا جائے گا۔ حالانکہ بات یہ نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے سچائی لانے والا شخص اکیلا ہونے کے باوجود یہ جانتا ہے کہ وہ سچا ہے اور آخر کار کامیابی اسی کو ہو گی۔ بے شک دوسرے لوگ جو اس کی مخالفت کرتے ہیں تعداد میں بہت زیادہ ہیں لیکن ان کی تعداد گھٹتی چلی جائے گی اور اس کے ساتھی بڑھتے چلے جائیں گے۔ خدا تعالیٰ اکثریت پر غالب آجائے گا۔ اس طرح کی مخالفت کو نقارہ خدا نہیں کہہ سکتے۔ اس طرح کی مخالفت کو زبان خلق کی حقیقی نمائندگی بھی نہیں کہہ سکتے۔ ایسی اکثریت کے باوجود دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ اکثریت سچ پر ہے یا نہیں۔ اگر وہ سچ پر نہ ہو تو یقیناً اسے زبان خلق نہیں کہا جا سکتا یعنی اس محاورے کے لحاظ سے جو عام طور پر استعمال کرتے ہوئے یہ بیان کرنا مقصود ہوتا ہے کہ یہ بات خدا تعالیٰ کو پسندیدہ ہے۔

پس یہ نہایت ضروری ہے کہ صرف اس بات کو نہ دیکھا جائے کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ اکثریت کیا کہتی ہے۔ اس بات کو پرکھا جائے کہ سچ کیا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اکثریت سے راضی نہیں ہوتا بلکہ سچ سے راضی ہوتا ہے۔ اکثریت کے پاس سچ ہو تو اکثریت سے بھی راضی ہو گا۔ لیکن اگر اکثریت کے پاس سچ نہ ہو تو وہ اس شخص سے راضی ہو گا جس کے پاس سچ ہے۔ زبان خلق والی جو بات ہے یہ بعض اوقات انسان کو غلط راستے پر بھی لگا دیتی ہے۔ اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہونے لگتی ہے کہ لوگ میری باتوں کو سراہیں اور پھر وہ ایسی باتیں کرنے لگتا ہے جنہیں لوگ سراہتے ہیں چاہے وہ غلط ہی کیوں نہ ہوں۔ اور اگر باتیں ٹھیک ہی ہوں اور دل میں یہ خیال پیدا ہو جائے کہ لوگ سراہیں تو اس سے ریا کا خطرہ ہوتا ہے۔ ریا آخر اسی بات کا نام ہے کہ انسان چاہے کہ لوگ اسے دیکھیں نہ صرف دیکھیں بلکہ دیکھ کر اس کی تعریف کریں۔ جب دل میں یہ جذبہ پیدا ہو جاتا ہے تو زبان خلق بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ ایک ریاکار کی آپ کتنی ہی تعریف کریں چونکہ ریا خدا کو پسند نہیں ہے اس لئے یہ زبان خلق نقارہ خدا نہیں بن سکتی۔ حقیقی طور پر نقارہ خدا سچائی ہے۔

پس ہمیں ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ سچائی کیا ہے وہ اگر صرف ایک شخص کے پاس بھی ہو تو ہمیں اس کی طرف دوڑنا چاہئے نہ کہ اس اکثریت کی طرف جس کے پاس سچائی نہیں ہے اور وہ سچائی کی مخالفت کرتی ہے۔ یہ بات اتنی آسان تو نہیں لیکن بہر حال کرنے والی بات یہی ہے کہ سچائی کی تلاش کی جائے اور اس بات کو مد نظر نہ رکھا جائے کہ زبان خلق کیا کہتی ہے۔ ایسا کرنے سے ہی انسان خدا تعالیٰ کو راضی کر سکتا ہے۔ کیونکہ دراصل وہ خدا کی رضا ہی کا خواہاں ہے۔

اس سلسلے میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کا ایک ارشاد پیش کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"یاد رکھو کہ تم ہر کام میں دیکھ لو کہ اس میں خدا راضی ہے یا مخلوق خدا۔ جب تک یہ حالت نہ ہو جاوے کہ خدا کی رضا مقدم ہو جاوے۔ اور کوئی شیطان رہزن نہ ہو سکے اس وقت تک ٹھوکر کا اندیشہ ہے۔ لیکن جب دنیا کی برائی بھلائی ہی نہ ہو بلکہ خدا کی خوشنودی اور ناراضگی اس پر اثر کرنے والی ہو یہ وہ حالت ہوتی ہے جب انسان ہر قسم کے خوف و حزن کے مقامات سے نکلا ہوا ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص ہماری جماعت میں داخل ہو کر پھر اس سے نکل جاتا ہے تو اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ اس کا شیطان اس لباس میں ہنوز اس کے ساتھ ہوتا ہے لیکن اگر وہ عزم کر لے کہ آئندہ کسی وسوسہ انداز کی بات کو سنوں گا ہی نہیں تو خدا اسے بچا لیتا ہے"۔

گویا کہ باوجود اس کے لوگ کہتے ہیں کہ زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو' ہر معاملے میں اس بات کی ضرورت رہتی ہے کہ زبان خلق سچائی بیان کر رہی ہے یا محض اکثریت کے بھروسے پر اپنی دھونس جما رہی ہے۔ اگر اس کے پاس سچائی ہے تو زبان خلق نقارہ خدا ہے اور اگر اس کے پاس سچائی نہیں ہے تو یقیناً وہ نقارہ خدا نہیں کہلا سکتی۔ ہمیں سچائی کی تلاش کرنی چاہئے اور انسانی زندگی میں ایک بہت اہم بات یہ ہے کہ وہ تلاش میں مصروف رہے۔ پہلے اچھائی کی تلاش کرے اور پھر اچھائی کے میدان میں آگے سے آگے قدم بڑھانے کی کوشش کرے۔ ایسا کرنے کے لئے وسیلے تلاش کرتا رہے۔

پس یہی انسان کے بچاؤ کی صورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ سچائی کی تلاش کرے اور سچائی کا دامن پکڑ لے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ آمین۔

جلتا رہا چراغ ہمیشہ چراغ سے
جذبات کا فروغ ہے عالی دماغ سے
کیا اپنے میکدے کی تجھے آگہی نہیں
مے نوش کیا پیئیں گے شکستہ ایاغ سے
کیا جانے کیا کیا ہے' نہیں کر سکے ہیں کیا؟
دامن پہ آ رہے ہیں نظر داغ داغ سے

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا شیخ مبارک احمد واشنگٹن

بعض بزرگوں کی یادیں

گزشتہ ڈاک میں عنوان بالا پر کچھ لکھ کر بھجوایا تھا صرف ایک ہی یاد کا ذکر کر سکا۔ ذہن میں کئی اور بھی یادیں تھیں اور ہیں جن کا تذکرہ مقصود تھا۔ لیکن پہلی یاد ہی جو لکھ کر بھجوائی قدرے تفصیل سے لکھی گئی۔ بقیہ یادوں کے لئے اب حاضر ہوں۔ ایک ایک کر کے لکھتا ہوں۔

(1) ایک خاص یاد جو ذہن میں محفوظ ہی نہیں خوب اجاگر ہے۔ حضرت سیدہ ام طاہر کی رخصتی کی کیفیت کا ذکر مقصود ہے۔ حضرت سیدہ محترمہ کا رخصتانہ حضرت سیدہ زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی قیام گاہ سے ہوا تھا۔ ان دنوں حضرت شاہ صاحب محترم شیخ رحمت اللہ صاحب انجینئر کی وسیع وعریض کوٹھی میں رہائش پذیر تھے یہ کوٹھی دار العلوم میں تھی قادیان شہر سے بورڈنگ ہائی سکول جاتے ہوئے بورڈنگ سے شہر کی طرف دو فرلانگ کے فاصلہ پر یہ کوٹھی سڑک کی دائیں طرف تھی۔ محترمہ سیدہ کی رخصتی بعد عصر ہوئی۔ اس تقریب سعید پر خاندان کے افراد خواتین مبارکہ ' صاحبزادگان اور جماعت کے بزرگ اور بہت سے احباب کو شرکت کی دعوت تھی۔ ان دنوں ہمارا قیام بھی دار العلوم کے کوارٹرز میں تھا۔ یہ کوارٹرز کوٹھی کے قریب تھے۔ سارا نظارہ اور اس تقریب سعید کے ماحول کو دیکھنے کا خوب موقع ملا۔ جب حضرت امام جماعت الثانی اپنی دلہن کو لے کر کوٹھی سے باہر آنے کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کے ہاتھ میں ایک بہت بڑی پچکاری تھی جس کا اندر کا خول ڈیڑھ انچ اور لمبائی اندازاً چھ انچ یا کچھ زائد تھی۔ اس میں عطر بھرا ہوا تھا۔ جب حضرت صاحب دلہن کے ساتھ روانہ ہونے لگے تو محترم شاہ صاحب نے پچکاری چلا دی اور ساری فضا معطر ہو گئی اور ہر طرف عطر کی خوشبو سے احباب اور حاضرین محظوظ ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب کا یہ اسلوب دیکھ کر اور اس تقریب پر اس انداز سے ان کا یہ اقدام اس وقت لوگوں کو بڑا اچھا لگا۔ شاہ صاحب محترم دمشق سے آئے تھے لمبا عرصہ وہاں رہے تھے غالباً وہاں کے تمدن اور رہن سہن کے باعث اور شادیوں کی تقریب پر اس قسم کے انداز ان کے مدِّنظر تھے آپ کی بیگم بھی دمشق کی ایک محترم خاتون تھیں۔ اس طرح یہ رخصتانہ کی تقریب خیر و خوبی سے عمل میں آئی۔ اور معطر فضاء میں ہوئی۔ بہت سی برکتوں کا موجب ہوئی۔

(2) حضرت استاذی المحترم میر محمد اسحاق صاحب کی بڑی صاحبزادی نصیرہ بیگم صاحبہ کی جس دن رخصتی تھی عصر کے بعد کا وقت تھا۔ حضرت میر صاحب کے فراخ مکان میں معززین اور مدعوئین کی شمولیت سے مبارکباد کی گونج ہر طرف سے پڑ رہی تھی۔ قادیان کی آبادی کے متعدد احباب حضرت میر صاحب کے شاگرد اور آپ کے ہم عصر بزرگ اور علماء شریک تھے۔ حضرت امام جماعت الثانی بھی رونق افروز تھے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب اس تقریب کے دولہا تھے۔ رخصتی سے کچھ وقت قبل بجائے مشروبات سے خاطر و تواضع کے حضرت میر صاحب نے شادی اور رخصتانہ کی تقریب کے تعلق میں دینی نکتہ نگاہ کی روشنی میں اپنے نظریہ کو ایک تفصیلی مضمون کی صورت میں مرتب کیا ہوا تھا۔ حضرت میر صاحب نے یہ مضمون محترم جناب مولوی محمد یار صاحب عارف فاضل جو ان دنوں جامعہ احمدیہ میں استاد بھی تھے کے سپرد کیا کہ وہ اس اجتماع میں پڑھ کر سنائیں۔ یہ مضمون پڑھا گیا۔ آخر میں دعا حضرت صاحب نے کروائی اور باجی محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ اپنے معزز شوہر حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کے ساتھ قادیان اپنے دولتکدہ پہنچ گئیں۔ اسی دن عبادت مغرب بیت مبارک کی چھت والے حصہ پر حضرت امام جماعت الثانی کی قیادت میں احباب نے شادی کی تقریب سے آکر ادا کی۔ جب حضرت صاحب مغرب سے فارغ ہوتے تو کچھ وقت کے لئے تشریف فرما ہوتے۔ ان دنوں آپ کا طریق تھا کہ عصر کے بعد بھی تشریف فرما ہوتے اس دن کی ڈاک میں کوئی خاص بات ہوتی تو اس کا ذکر فرماتے کوئی خاص واقعہ ہوتا اس سے آگاہ فرماتے کسی مسئلہ پر روشنی ڈالتے یا کسی استفسار کے جواب میں اپنے ارشاد سے نوازتے۔ رخصتی کے دن جب حضرت صاحب مغرب کے بعد تشریف فرما ہوئے تو از خود رخصتانہ کی تقریب کے سلسلہ میں فرمایا "آخر شادی تھی کچھ تو ایسا ہوتا جس سے یہ احساس ہوتا کہ شادی کی تقریب ہے" یعنی کچھ خاطر و تواضع مہمانوں کی مشروبات یا کسی اور طریق سے اس موقع پر ہوتی۔ آپ نے شادی کے سلسلہ میں اس بات کو پسند فرمایا۔ حضرت نواب محمد علی خاں صاحب اور حضرت میر ناصر نواب صاحب شادی بالخصوص رخصتانہ کی تقریب کے سلسلہ میں ایک خاص مسلک کے بڑے سخت حامل تھے۔ حضرت صاحب اپنے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کی شادی اور رخصتانہ پر کسی قدر ایسے اظہار کے نہ صرف قائل بلکہ عملاً چاہتے تھے۔ خواہ ہلکا ہی سامان تواضع کا ہو مگر کچھ ضرور ہو۔

(3) حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے جب اپنی صاحبزادی محترمہ امتہ القیوم بیگم صاحبہ کے رخصتانہ کا انتظام کیا تو محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب جو دولہا تھے اس دن انہوں نے مشہدی لنگی کی پگڑی باندھی ہوئی تھی۔ قد آور خوبصورت نوجوان اور پگڑی کے ساتھ خاص شان میں دکھائی دیتے تھے۔ اچھی طرح یاد ہے بلکہ دیکھا ہوا نظارہ ہے جس کی یاد محفوظ ہے۔ حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ کے گھر پر یہ رخصتانہ ہوا۔ مہمانوں کے لئے میز پر ایک خاص سلیقہ سے سوڈا واٹر کی وہ بوتلیں جن میں گولیاں ہوتی ہیں کیلے رنگ کا مشروب جن میں تھا۔ رکھی ہوئی تھیں ان دنوں خاکسار کو ان گھروں میں آنے جانے کا موقع ملتا تھا۔ اب بھی جب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کو دیکھتا ہوں تو ان کی شادی اور صاحبزادی امتہ القیوم صاحبہ کے رخصتانہ کی تقریب کی یاد سے خاص محظوظ ہوتا ہوں۔ بفضل خدا صاحبزادہ صاحب اب بھی جب صحت و تندرستی کی حالت میں ہوتے ہیں تو اپنے جسم و قد اور چہرہ کی رونق سے ہمیں مسرور کرتے ہیں۔

(4) حضرت سیدہ ام ناصر کا خاکسار کی والدہ محترمہ سے بہناپا تھا۔ بہت ملنا جلنا تھا۔ آپس میں دل کھول کر بے تکلفی سے باتیں کر لیتی تھیں۔ جب کبھی میری کسی بہن یا بھائی کی شادی ہوتی آپ کا دستور رہا۔ اور ہر بار رہا۔ زردہ کا بہت بڑا دیگچہ پکوا کر بھجواتیں۔ باورچی خانہ میں پیڑھی پر بیٹھ کر کھانا خود بھی پکاتیں ملنے والی عزیز خواتین یا خاکسار کی والدہ جب بھی جاتیں تو ساتھ ہی پیڑھی پر بیٹھ جاتیں۔ حضرت صاحب کے کپڑے اور پگڑی کا اہتمام آپ کے سپرد ہوتا۔ لمبا عرصہ خاکسار اور خاکسار کے بھائی وفات یافتہ شیخ نذیر احمد صاحب شفیع کو یہ برکت محترمہ حضرت سیدہ ام ناصر کے طفیل ملی کہ حضرت صاحب کی پگڑی خاکسار آپ سے لے جاتا اور حضرت نواب صاحب کی کوٹھی کے پرلے حصہ احمد آباد کے کنوئیں پر جا کر سن لائٹ صابن سے دھوتے۔ پھر مایہ لگاتے۔ دونوں بھائی دونوں کناروں کو پکڑ کر ہوا میں پگڑی کو خشک کرتے اور جمعہ کے دن وقت مقررہ پر حضرت سیدہ ام ناصر کو پگڑی جا کر پیش کرتے۔ حضرت صاحب پگڑی کو اپنے خاص انداز سے باندھ کر جب جمعہ کے لئے تشریف لاتے تو بچپن کے انداز میں ہم دونوں بھائی بے حد خوش ہوتے۔ اکثر خاکسار کا ان کے ہاں آنا جانا تھا۔ جب بڑا ہوا تو اچھی طرح یاد ہے حضرت سیدہ ام ناصر نے فرمایا "مبارک جب آؤ تو دروازہ پر دستک دے لیا کرو۔ اندر پہلے کی طرح نہیں آنا" جو کام ہو۔ جو ضرورت ہو دروازہ پر دستک دے کر بتا دیا کرو۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سے چونکہ بوجہ کلاس فیلو ہونے کے اور روزمرہ باہمی میل ملاپ کے ہمیشہ خاص تعلق رہا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی مع افراد خاندان و بیگمات اور حضرت اماں جان دو مرتبہ موسم گرما میں کشمیر تشریف لے گئے۔ ماہ ڈیڑھ ماہ کا یہ عرصہ ہوتا۔ دونوں بار حضرت سیدہ ام ناصر حضرت صاحب سے کہہ کر یہ ارشاد فرماتیں کہ الدار میں خاکسار کے والد' والدہ اور ہم سب قیام کریں۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ دونوں مرتبہ کئی ہفتوں کا عرصہ حضرت بانی سلسلہ کے الدار میں رہنے کی برکت ہمیں نصیب رہی۔ اور جب آپ کی واپسی ہوتی تو کشمیر کے پھل بالخصوص سیب اور اخروٹ سے ہماری بھی شادمانی کا انتظام بہت پیار و اہتمام سے فرماتیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو احسن جزا دے۔

حضرت سیدہ ام ناصر صاحبہ جب کبھی سیر کے لئے تشریف لے جاتیں تو آپ کا برقعہ جو باقاعدہ آپ کے استعمال میں ہوتا ہلکے بادامی رنگ کے کپڑے کا ہوتا۔ بدن کا ہر حصہ ڈھکا ہوتا۔ اس سیر کے دوران کبھی کبھی ہمارے غریب خانہ پر بھی آپ تشریف لے آتیں کچھ دیر سستا کر خاکسار سے فرماتیں مبارک! مجھے بُو صاحبہ کے ہاں چھوڑ آؤ۔ حضرت بُو صاحبہ سے مراد حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی بیگم جو صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی والدہ محترمہ تھیں۔ انہیں خاندان کے افراد اور دوسرے حضرت بُو صاحبہ سے یاد کرتے۔

جب حضرت سیدہ ام ناصر کی وفات ہوئی تو اکثر خاندانوں کے احباب کو ہمارے تعلق کا علم تھا ایک دن محترم شیخ بشیر احمد صاحب وفات یافتہ جج ہائی کورٹ کہنے لگے "اب مبارک کے ابا کی حضرت صاحب کی خدمت میں کون سفارش کیا کرے گا" حضرت شیخ صاحب کو علم تھا جب کبھی حضرت امام جماعت الثانی کس معاملہ پر تنبیہہ فرماتے یا کسی کوتاہی پر رنجیدگی کا اظہار فرماتے تو حضرت سیدہ ام ناصر صاحبہ بالعموم ہمارے ابا کی سفارش کرتیں اور حضرت صاحب بھی کبھی کبھی ان سے کہتے "تمہارے منشی نے یہ کیا ہے" اس کے باوجود حضرت صاحب کا اور حضرت صاحب کے خاندان کے افراد اور آپ کے سب حرم اور صاحبزادیوں کا ہمارے خاندان سے خاص شفقت کا سلوک رہا۔ جب یہ یادیں اجاگر ہوتی ہیں تو ان بزرگوں اور خواتین مبارکہ کے اعلیٰ اخلاق کبھی نظروں سے محو نہیں ہوئے اور دل سے ان کے لئے دعائے خیر کا چشمہ جاری ہوتا ہے۔

(5) خاکسار کی والدہ کا حضرت اماں جان سے بھی خاص پیار اور عقیدت تھی اکثر ان کے ہاں جانا ہوتا۔ دعاؤں کی درخواست بچوں کے معاملات میں ان کے مشورہ اور خاندانی امور میں ان کی راہنمائی سے میری والدہ ہمیشہ مستفید ہوئیں۔ ایک دفعہ معمول کے مطابق میری والدہ حضرت اماں جان کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضرت اماں جان پیڑھی پر تشریف فرما تھیں۔ میری والدہ خاصی پریشان تھیں۔ حضرت اماں جان نے دیکھتے ہی فرمایا "منشانی آج تم پریشان نظر آتی ہو۔ خیر تو ہے" میرے والد ان دنوں منشی محمد دین کے نام سے یاد کئے جاتے۔ اس تعلق سے حضرت اماں جان نے میری والدہ کو منشیانی کہہ کر مخاطب فرمایا۔ میری والدہ نے اپنی پریشانی بتائی۔ اماں جان! میرے خسر جو میرے ماموں بھی ہیں ہمارا مکان جو تلمبہ میں ہم نے بنایا تھا اور ہماری ملکیت تھا بوجہ قادیان آجانے کے اور احمدی ہو جانے کے انہوں نے اپنے دوسرے بیٹے کے بچوں کے نام کر دیا ہے۔ اور ہمیں محروم کر دیا ہے۔ حضرت اماں جان نے میری والدہ کو سینہ سے لگایا۔ سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا "منشیانی ہرگز ہرگز نہ گھبراؤ اللہ تعالیٰ اتنے مکان دے گا کہ سنبھالے نہ جائیں گے"

اور میرے والد صاحب کا طرز عمل ملاحظہ ہو۔ دادا جو میری والدہ کے خسر اور ماموں بھی تھے بیمار ہوئے تو میرے والد بزرگوار تلمبہ گئے انہیں علم تھا کہ ان کے والد نے ان کے بھائی کے بچوں کے نام مکان لکھ دیا ہے۔ میرے والد بزرگوار نے جب یہ تحریر دیکھی تو اپنے دستور کے مطابق انہوں نے اپنے والد سے کہا "میاں باوا آپ نے کچا کام کیا ہے۔ یہ تحریر کام نہ دے گی۔ باقاعدہ اشٹام پر لکھ کر رجسٹرڈ کرائیں" نہ صرف میرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

والد بزرگوار نے انہیں یہ مشورہ دیا۔ چونکہ میرے دادا بیمار تھے اور اپنے بھائی سے بھی میرے والد کو بہت پیار تھا خود اشٹام پر لکھوا کر رجسٹرڈ کروا دیا۔ ہماری والدہ کے دل میں خلش رہی۔ جس کی بناء پر پریشان تھیں اور پھر حضرت اماں جان سے جاکر ذکر کیا جس پر حضرت اماں جان نے تسلی دی اور دعا بھی دی اور کہا فکر نہ کرو خدا بہت مکان دے گا۔

تحدیث نعمت کے طور پر لکھتا ہوں کہ حضرت اماں جان کے اس ارشاد کے بعد خاکسار کے والد بزرگوار کو قادیان میں مکان بنانے کی توفیق ملی میرے سب سے بھائیوں' بھتیجوں' بھانجوں اور بہنوں اور عزیزوں کو وسیع اور کھلے مکانات بنانے نصیب ہوئے۔ ہربار جب بھی کسی عزیز کا مکان بنتا۔ میری والدہ حضرت اماں جان کا یہ ارشاد ضرور سناتیں۔ خاکسار کے بیٹے عزیز منور کا جب مکان لاہور میں بننا شروع ہوا تو چارپائی پر لیٹے لیٹے چونکہ کمزور ہو گئی تھیں اور بیمار بھی حضرت اماں جان کا یہ ارشاد سب عزیزوں کو سنایا۔ اس طرح خاندان کے بچوں اور عزیزوں کو ایمان افروز ماحول میں لے جاتیں اور بڑے جذبہ سے ارشاد سنا کر یہ روز کر مبارک ..... کا ورد کرتی رہتیں۔ اب یہ ایسی یادیں ہیں جو کبھی بھولتی نہیں۔ احمدیت کی برکت اور حضرت بانی سلسلہ کے اہل کی دعاؤں کی برکت کے عجیب نظارے دیکھے۔ اور بفضل خدا اب تک مشاہدہ کر رہے ہیں۔

(6) یاد آرہا ہے۔ محترمہ صاحبزادی امتہ السلام بیگم صاحبہ دختر نیک اختر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی رخصتانہ کی تقریب تھی۔ صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب اور حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مختصر برات کے ساتھ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے دولت خانہ پر تشریف لائے۔ مردانہ کے وسیع و عریض کمرہ میں سفید چادر جو سارے کمرہ کو محیط تھی بچھی ہوئی تھی اس مردانہ کمرہ میں احباب تشریف فرما ہوئے۔ پہلی بار حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کو دیکھنے کا موقع ملا۔ دستور کے مطابق انہوں نے ڈھیلی ڈھالی پگڑی باندھی ہوئی تھی۔ کوٹ پہنا ہوا تھا' قد نہ بڑا نہ چھوٹا' جسم بھاری نہ تھا بلکہ نسبتاً موزوں اور جہاں تک اندازہ کرتا ہوں حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کے جسم کے مطابق' وقار سے آپ آکر بیٹھ گئے دائیں طرف مکرم مرزا رشید احمد صاحب اس تقریب میں اپنے ابا بزرگوار کے ساتھ بیٹھے۔ تھوڑی دیر میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب دودھ ایک گلاس میں لائے۔ جس میں یا تو انڈے کی زردی کی ملاوٹ تھی یا زعفران کیونکہ ملک شیک کی طرز سے قدرے زردی مائل تھا۔ اور محترم مرزا رشید احمد صاحب کو نوش کرنے کے لئے عطا فرمایا۔ کوئی ڈھول ڈھمکے نہ تھے۔ پروقار سادہ تقریب سے محترمہ صاحبزادی امتہ السلام صاحبہ کی اس دن اس بابرکت گھر اور بابرکت خاندان سے رخصتی ہوئی۔ اور بفضل خدا یہ شادی خاندان کے استحکام اور کئی برکات کا موجب ہوئی۔ مبارک خاندان کے فرزند کی شادی مبارک خاندان کی صاحبزادی سے وقار اور سادگی سے اور موزوں تواضع سے انجام پائی۔

(7) یاد آرہا ہے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد اپنی شادی کے سلسلہ میں مختصر برات کے ساتھ مالیر کوٹلہ بذریعہ ٹرین تشریف لے گئے۔ اور واپسی بھی بذریعہ ٹرین ہوئی یہ اگست 1934ء کی بات ہے 6۔ اگست مالیر کوٹلہ سے واپسی ہوئی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی بذریعہ موٹر کار مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے اور واپسی بھی حضرت صاحب کی بذریعہ کار ہوئی۔ خاکسار ان دنوں لدھیانہ میں دینی فرائض کے سلسلہ میں مقیم تھا۔ حضرت صاحب کے واپس قادیان جانے کے پروگرام اور وقت کا اندازہ تھا۔ خاکسار اس دن اس اندازہ کے مطابق لدھیانہ ریلوے سٹیشن کے سامنے سے جو سڑک امرتسر جانے والی ہے اس پر آکر کھڑا ہو گیا۔ اس دن کے تازہ اخبارات بھی خرید کر رکھے تھے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد حضرت صاحب کی کار پہنچی۔ اس عاجز کو دیکھ کر کار رکوائی۔ خاکسار نے حضرت صاحب کو مبارکباد دیتے ہوئے اخبار پیش کئے۔ حضرت صاحب نے خیریت دریافت فرمائی اور قادیان کے لئے روانہ ہو گئے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی شادی سے خاص خوشی اور مسرت کا اظہار ہوا۔ بالخصوص قادیان میں اس دن بیت مبارک سے ریلوے اسٹیشن تک دونوں طرف جھنڈیاں اور اعزازی دروازے نصب کئے گئے اور مختلف مقامات پر موزوں شعر اور دعاؤں کے کلمات آویزاں کئے گئے۔ مورخہ 8۔ اگست 1934ء کو حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے اپنے بیٹے صاحبزادہ کی شادی خانہ آبادی کی تقریب پر دعوت ولیمہ کا بعد مغرب کوٹھی دارالحمد میں اہتمام کیا گیا۔ دو ہزار کے قریب احباب و خواتین اس دعوت سے محظوظ ہوئے۔ ہندوؤں میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ ایسی بڑی دعوتوں کا اہتمام و انتظام حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب جٹ اور خاکسار کے والد بزرگوار حضرت شیخ محمد دین صاحب کے بالعموم سپرد ہوتا۔ اس دعوت ولیمہ کے انتظامات کھانے وغیرہ کے بھی ان دونوں بزرگوں کے سپرد ہوئے۔ ایک خاص جشن کا دن تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی دلہن حضرت نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ کی صاحبزادی حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ تھیں۔ اس رشتہ سے حضرت نواب کو خاندان حضرت بانی سلسلہ کے ساتھ کئی رشتوں کے ذریعہ خاص تعلق قرب نصیب ہوا۔

احمدیت کے مستقبل کی حفاظت کا ضامن

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے وقف جدید کے سال نو کا اعلان کرتے ہوئے 2 جنوری 1998ء کے خطبہ میں وقف جدید کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا پس وقف جدید کو آئندہ نسلوں کو سنبھالنے کے لیے استعمال کریں اور کثرت سے وقف جدید میں شامل ہونے والوں کی تعداد بڑھائیں خواہ تھوڑی قربانی کریں۔ لیکن ان کو شامل ضرور کریں۔"

ناظم مال وقف جدید

"سیفیات"

نسیم سیفی

ڈاکٹر یاسین رضوی نے اپنے ایک کالم میں جس کا عنوان انہوں نے بھارتی گدھے اور برطانوی خیرات رکھا ہے لکھا ہے۔

میں نے 1976ء میں پہلی اور آخری بار بھارت کا سفر کیا تھا۔ اس وقت ایران کے شہنشاہ کے دورہ ہند کی کوریج کے لئے مجھے تہران سے دہلی بمبئی کلکتہ بھیجا گیا تھا۔ جبکہ آگرہ میں نے اپنے طور پر خود دیکھا تھا۔ تاج محل کے نواح میں ایک مسجد میں ظہر کی نماز کے لئے داخل ہوا تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان بھارتی جوڑا جوتوں سمیت مسجد کے صحن میں گھوم رہا ہے میں نے خاصے ادب اور رکھ رکھاؤ سے اس جوڑے کو بتایا کہ مسجد میں جوتے نہیں پہنے جاتے۔ اور باہر ہی اتار دئے جاتے ہیں۔ ابھی میری بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ بھارتی دوشیزہ نے خاصے روکھے پن سے پوچھا کہ کیا آپ پاکستانی ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں میں پاکستانی ہوں۔ مگر میرے پاکستانی ہونے کا آپ کے جوتوں سمیت مسجد میں آنے سے کیا تعلق ہے۔ دوشیزہ نے اسی روکھے پن سے جواب دیا اس لئے کہ کسی بھارتی مسلمان کو جرات نہیں کہ وہ ہمیں مسجد سے باہر جوتے اتارنے کا حکم دے۔ اسی دن سے آج تک میں اس واقعہ کو بار بار یاد کر چکا ہوں اور سوچتا ہوں کہ کس قدر جنتی بخشی ہوئی روح ہو گی اس شخص کی جس نے ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک الگ وطن اور ایک منفرد دینی ثقافت کا تحفہ عطا کیا۔"

خدا کا شکر ہے کہ ڈاکٹر یاسین رضوی کو ہندوستان میں ایک بھارتی جوڑے نے اس بات کا احساس دلا دیا کہ پاکستان کے قیام کرنے والی روح جنتی اور بخشی ہوئی ہے۔ لیکن انہیں پاکستان میں رہ کر شائد کبھی اس بات کا خیال نہیں کہ یہاں ہزاروں ہزار افراد پر اس لئے عدالتوں میں مقدمہ چلایا جا رہا ہے اور بعض کو جیلوں میں ٹھونسا گیا ہے کہ وہ اللہ کا نام لیتے ہیں۔ جوتے پہن کر مسجد میں جانا بہت غلط بات ہے۔ دوسرے لوگوں کو جن کا مذہب اسلام نہیں بھی اس بات کا احترام کرنا چاہئے اور ہم چاہتے ہیں کہ ساری دنیا کے لوگ ایک دوسرے کی عبادت گاہ کا اپنے خیال کے مطابق نہیں بلکہ اس مذہب کے ماننے والوں کے خیال کے مطابق احترام کریں۔ اگر ایسا ہو تو دنیا کے لوگ بہت سے مسائل سے آزاد ہو سکتے ہیں۔ ایک خوشگوار زندگی بسر کرنے کی نہج پر چل سکتے ہیں۔ لیکن ہے ایسا نہیں۔ سب لوگ اپنے اپنے خیال کو ترجیح دیتے ہیں اور دوسروں کے خیال کی پرواہ نہیں کرتے۔ حالانکہ اپنے خیال سے اپنی باتوں سے متعلق تو ہم جو چاہیں عمل کریں لیکن دوسروں کے متعلق تو ان کے خیالات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ قائداعظم نے پاکستان جس طرز کا بنانا چاہا تھا وہ پچاس سال کے بعد بھی لوگ کہتے ہیں کہ ویسا نہیں بن سکا۔ اور آج کی عام شکایت تو ہے ہی یہ کہ پچاس سالہ دور میں ہم وہ کچھ نہیں بن سکے جو قائداعظم ہمیں بنانا چاہتے تھے۔ اس جنتی اور بخشی ہوئی روح نے تو ہمارے لئے ایک بہت اچھا اور مثبت پروگرام دیا تھا۔ کہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر جو کچھ بھی ہوں انہیں اجتماعی طور پر پاکستانی ہی رہنا چاہئے۔ اور کسی دوسرے کو چھیڑ کر تعلقات خراب کرتے ہوئے پاکستان کے استحکام پر تبر نہیں چلانا چاہئے۔ لیکن ہو کیا رہا ہے کسی شعبہ حیات کو لے لیجئے لوگ شکایت کرتے ہیں اور اگر مذہبی شعبہ حیات کو لیا جائے تو شکایات سب سے زیادہ ہیں۔ حکومت بھی کوشش کر رہی ہے۔ اور بعض نیک دل لوگ بھی اس مساعی میں مصروف ہیں کہ فرقہ واریت کی لعنت کو ختم کیا جائے۔ فرقہ واریت کا تعلق تو کسی ایک مذہب سے ہو سکتا ہے لیکن اس کے علاوہ بین المذاہب نفرت کو بھی دور کرنے کی ضرورت ہے۔

پس ڈاکٹر یاسین کو پاکستان میں رہ کر یہ خیال کیوں نہ آیا کہ یہاں ہزاروں ہزار لوگ ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کا نام لینے پر عدالتوں میں گھسیٹے گئے ہیں۔ اور یہ بات سنی سنائی نہیں۔ میں ایک روزنامہ کا مدیر ہوں اور مجھ پر چالیس سے زیادہ مقدمات ہیں۔ ہر پندرہ دن کے بعد سارا سارا دن عدالت میں جاکر دس سال سے بیٹھ رہا ہوں۔ اب کچھ عرصے سے مجھے Exemption ملی ہے اور وہ بھی اس لئے کہ اس وقت میری عمر خدا کے فضل سے 81 سال ہے۔ اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ میں نے دوسروں کی سنی ہوئی بات کی ہے۔ میں خود ان ہزاروں ہزار افراد میں شامل ہوں جنہیں دس دس سال سے مقدمات کے لئے عدالت میں ہر پندرہ روز کے بعد جاکر ان لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہوتا ہے جن کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں اور پاؤں میں بیڑیاں۔ اور ان کی جھنکار ہر شریف آدمی کو خائف کر دیتی ہے (میں خود ہتھکڑی لگوا کر جیل میں رہ چکا ہوں حتیٰ کہ کلائی پتلی ہونے کی وجہ سے ایک ہی کلائی پر دو ہتھکڑیاں بھی لگوا چکا ہوں۔)

کاش ڈاکٹر یاسین رضوی پاکستان کی اس کیفیت کے بارے میں بھی کچھ کہیں۔ اور آج کل انہوں نے کچھ نہ کچھ کہنا شروع کر ہی دیا ہے۔ اسے بھی اپنے کالم کا موضوع بنائیں۔ کیا وہ ایسا کریں گے۔

○○○

موصیان کرام

○ اگر کوئی موصی اپنی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا ہبہ بحق وارث یا وارثان ایسے حالات میں کرے گا کہ صورت تقسیم وراثت کی بنتی ہو یا کسی رنگ میں وصیت کی روح مجروح ہونے کا احتمال ہو تو ایسی صورت میں حصہ جائیداد حسب وصیت ادا کرنا لازم ہو گا اور ایسی جائیداد بصورت وفات موصی کا ترکہ شمار ہو گی۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

کلیم بن حبیب امریکہ

محترم ڈاکٹر مظفر احمد ظفر

نائب امیر ریاست ہائے متحدہ امریکہ

کچھ یادیں کچھ باتیں انسانی دماغ میں ایسی خفتہ رہتی ہیں کہ ذرا سی تحریک بسا اوقات ایک ارتعاش پیدا کر دیتی ہے جو احساسات و جذبات کے بحرِ بے کراں میں دائرہ وار پھیلتی ہوئی لہروں اور موجوں کا روپ دھار لیتی ہیں اور پھر کبھی مد و جذر کی مانند ساحل لوح و قلم سے آ آکر ٹکراتی ہیں۔ کچھ تو رقم ہو کر نقوش چھوڑ جاتی ہیں اور اکثر لوٹ کر سینے میں مدغم ہو جاتی ہیں۔

ابھی کل ہی کی بات ہے کہ محترم سیفی صاحب کو تعزیت کا خط لکھا اور ڈاک خانہ سے واپس ہی ہوا تھا کہ بجلی کی مانند یہ خیال کوند گیا کہ یہ تعزیت نامہ جس قلم سے لکھا وہ تحفہ میں مجھے دینے والا تو 15۔ نومبر 1996ء کو راہیٔ ملکِ عدم ہوا۔ اور ابھی اس کا کفن بھی میلا نہیں ہوا۔ بس یہی قلم اٹھانے کا محرک ہوا۔

محترم برادر مظفر کو 1972ء میں پہلی بار دیکھا تو ایک ملا جلا خاکہ ابھرا۔ تن و توش نے ایک طرف متاثر کیا تو دوسری طرف وضع قطع نے متحیر بھی۔ بادی النظر میں سیاہ فام بلالی نژاد۔ جہر الصوت' باتوں میں تحکم و کرختگی کی جھلک 'نامساعد حالات کی بھٹی سے نکلا ہوا سخت جان و سخت گیر۔ معرکے والا معتصم۔ مگر کان میں سونے کی بالی! کسی فقیر حواس باختہ یا مجنون کے کان میں یوں بالی دیکھی ہو تو دیکھی ہو۔ ایک باشعور مرد جواں سال کو یوں دیکھ کر ورطہ حیرت میں رہا۔ یہ تھا پہلا تاثر۔

اس تہذیب کے دعویدار ملک میں آئے مجھے ابھی دو سال بھی نہ ہوئے تھے اور عوامی مزاج و تہذیب و تمدن کو سمجھنے کی ادھیڑ بن سے معلوم ہوا کہ "بالی" ڈالنا محض ایک ذوق و شوق اور فیشن ہی نہیں بلکہ بعض اوقات کسی مخصوص گروہ سے وابستگی کے اظہار کا ذریعہ بھی ہے بہرحال کچھ بھی ہو میرے لئے خلش کا باعث تھا۔ موقع پاتے ہی اس کا ذکر دبے دبے لفظوں میں اس وقت کے امیر و مربی انچارج محترم مولانا قریشی مقبول احمد صاحب سے کیا۔ انہوں نے میری ناواقفیت و نارسیدگی کی چھوٹ دیتے ہوئے نصائح کر ڈالیں۔ پھر بات آئی گئی ہو گئی۔ وہ یقیناً تربیت کے تمام پہلوؤں پر گہری نظر رکھتے ہوئے حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے احسن طریق سے ان کی اصلاح و تربیت کے لئے نہ جانے کب سے کوشاں ہوں گے جن کے خوشکن نتائج وقتاً فوقتاً سامنے آتے رہے ہوں گے۔ میرے سامنے ایک ایسا ہی نتیجہ یہ نکلا کہ اگلی دفعہ جب انہیں دیکھا تو وہ "بالی" نظر نہ آئی۔

والدین کے نو بچوں میں سے ایک یہ برادر عزیز تھے جو امریکہ کی ریاست اوہایو کے گنجان شہر ڈیٹن کے فلاکت زدہ اور زبوں حال علاقہ میں چھینا جھپٹی اور مار کوٹ' آوارہ گردی و گروہ بندی' منشیات و مغلظات کے ماحول میں پروان چڑھے جہاں اکثر جوانی خاک کر رہے تھے۔ ایسے مسموم و ناگزیر حالات نے انہیں جینے کے گر سکھائے اور وہ ایک مضبوط جسم اور بلا کی قوت ارادی لئے حد بلوغ کو پہنچے۔

ان کی والدہ محترمہ مسز فلاسی پٹین (Mrs.Flossie Patton) جن کی عمر اس وقت اسی سے تجاوز کر گئی ہے کا کہنا ہے کہ ان کا یہ بچہ بارہ (12) سال کی عمر سے کبھی کبھار مسلمانوں کی عبادت گاہوں میں گھس جاتا تھا۔ زہریلے ماحول میں شاید یہ نادانستہ قدم تریاق بن کر اثر کرتا ہو جس کی وجہ سے اس سینہ زور میں جو سودو سو میں نمایاں تھا وقت کے ساتھ ساتھ دھیماپن آتا گیا' راستی و آشتی کی راہیں کشادہ ہوتی گئیں اور توقیر انسان و تطہیر ایمان کی طرف رجحان بڑھنے لگا۔ بالآخر بے راہ روی کی گلی سے نکل کر عین عالم شباب میں راہ راست کی شاہراہ پر آن پہنچا اور 1955ء میں احمدیت قبول کر لی۔ دلدّر دور ہوتے گئے۔ کثافتیں چھٹتی گئیں 'ایمان و یقین راسخ ہوتا گیا اور پھر ایک دن آیا جب وہ اسی شہر ڈیٹن کے صدر منتخب ہوئے اور دلجمی و لگن سے کام کو سنبھالا۔ بعد ازاں جماعت احمدیہ امریکہ کے نیشنل صدر بن گئے۔

1973ء میں محترم مولانا محمد صدیق شاہد صاحب اور ماسٹر محمد ابراہیم صاحب جمونی امریکہ تشریف لائے اور ان ہر دو کی سعی سے برادر مظفر کو امریکہ کے قافلہ کا قائد بنا کر ربوہ اور قادیان کے جلسوں میں شمولیت کے لئے بھیجا گیا۔ واپسی پر ایک نئے اطوار و عادات کا انسان ہم نے دیکھا۔ چال ڈھال و بول چال میں دھیماپن 'تحمل و بردباری' عاجزی و انکساری 'امامت احمدیہ پہ جاں نثاری۔ ہر ہر قول و فعل سے اخلاص و فدائیت پھوٹتی رہی۔

پھر 1983ء میں محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب امریکہ کے امیر و مربی انچارج بن کر آئے اور محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب جرمنی کے لئے روانہ ہوئے۔ محترم شیخ صاحب نے آتے ہی "مواخات" کا سلسلہ شروع کیا۔ قسمت کا دھنی دیکھئے کہ برادر مظفر کو صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کا بھائی بنایا گیا۔ اور پھر مقدر کا سکندر انہی کا نائب بنا جب حضرت امام جماعت الرابع نے 1989ء میں صاحبزادہ صاحب کو امریکہ کا امیر مقرر کیا۔ خوب خوب نبھائی دونوں نے۔

برادر مظفر سے یوں تو اکثر ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں مگر ایک خاص لگاؤ اور قرب کی وجہ ہماری مشترکہ ہابی (HOBBY) "فن خطاطی" بنی۔ ہوا یوں کہ صد سالہ جوبلی نمائش کا انچارج ہونے کی حیثیت سے مجھے مختلف امور و اشیاء کے لئے بیرون و اندرون ملک خطوط لکھنے پڑے۔ ایک عریضہ ان کی خدمت میں بھی پہنچا۔ جواب میں ان کی تصویر کے ساتھ جو مکتوب ملا وہ خطاطی کا عمدہ نمونہ تھا۔ میں تعریف کرنے میں بھلا کنجوسی کیوں کرتا انہیں لکھ دیا کہ آپ کا قدردان ہوں کیونکہ مجھے بھی اس فن کی نوک و پلک سنوارنے کی تمیز و سلیقہ ہے۔ پھر کیا تھا جب جلسہ پر آئے تو پیار و محبت سے بغلگیر ہونے کے بعد ایک تحفہ میرے ہاتھ میں تھما دیا. کیلی گرافی کا فونٹین پین اور مختلف طرز سے لکھنے کی نبوں کا سیٹ" اس کے بعد آتے جاتے ہم ایک دوسرے کو کچھ نہ کچھ دیتے لیتے رہے۔

آج ایک سال بعد انہی کے تحفہ سے انہی کی داستان رقم کرتے ہوئے قلم رک رک سا گیا۔ کیسے بے نام و نشان' احقر العباد کو فیضان خداوندی نے بلند اختر' زبدۃ الابرار بنا کر اٹھایا۔ صاحب دوراں نے صحیح تو فرمایا

"جسکی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار"

○○○

ہماری تاریخ

ماہنامہ خالد مئی 1962ء

ایک کامیاب مربی سلسلہ کی پچیس سالہ سرگذشت

مولانا رحمت علی صاحب رئیس المربیان انڈونیشیا کے خودنوشت واقعات

سب سے پہلے جب میں ہندوستان سے جزائر شرق الہند کے لئے روانہ ہوا۔ تو کلکتہ سے روانگی کے وقت. میرے ساتھ بہت سے ہندوستانی تھے' جنہیں سنگاپور اور نہانگ جانا تھا۔ ان کی معیت میں مجھے بات چیت کے لحاظ سے راستہ بھر کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ لیکن جب ہم قرنطینہ سے نکل کر نہانگ آئے۔ تو سب ہندوستانی اپنے اپنے مقامات کو چل دیئے اور میں اکیلا شخص رہ گیا جسے نہانگ سے سماٹرا کو روانہ ہونا تھا۔ اس وقت مجھے ادھر کی کوئی زبان نہ آتی تھی اور اتفاق سے اس جہاز کے کارکنوں میں کوئی بھی آدمی میری بولی نہیں سمجھتا تھا۔ اس لئے جہاز پر مجھے اچھی خاصی پریشانی ہوئی۔ اور میں خدا سے دعا کرنے لگا۔ کہ کوئی آدمی ایسا مل جائے جس سے میں بات کر سکوں۔ تاپاتوئن کے رہنے والے محمد صامین قادیان میں آئے تھے اور واپس جا چکے تھے۔ قدرتی طور پر مجھے خیال پیدا ہوا کہ اتفاقیہ وہ مل جائیں تو سب پریشانی دور ہو جائے۔ مجھے زیادہ عرصہ پریشان نہ رہنا پڑا۔ کیونکہ جلد ہی ایک کشتی سامنے سے نمودار ہوئی جس میں ایک ایک ترکی ٹوپی نمایاں طور پر نظر آئی۔ اس سے میری ڈھارس بندھی کہ یہ کوئی عرب ہو گا جس سے میں بے تکلف عربی میں بات کر سکوں گا۔ کشتی قریب آنے پر معلوم ہوا کہ یہ صاحب محمد صامین ہی ہیں۔ ان کے ہمراہ ان کے ماموں گاموں ایک تاجر علی اور شمس الدین بھی ہیں۔ ان سے مل کر بے انتہا خوشی ہوئی۔ انہوں نے سامان وغیرہ رکھا۔ بستر بچھائے اور وہاں کا مخصوص کھانا جہاز میں سے خریدا جو ہم سب نے مل کر کھایا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ مجھے یہ کھانا کھانے کا اتفاق ہوا۔ اس لئے کھاتے وقت مجھے ان کی نقل کرنی پڑی۔ جیسے وہ کھاتے تھے ویسے ہی میں کھاتا تھا۔ یہ لوگ سامان تجارت خریدنے آئے تھے اور نہانگ جا رہے تھے۔

جہاز سابانگ پہنچا تو پولیس سب کی تلاشی لینے کے لئے آ پہنچی۔ میرے پاس بہت سی کتابیں تھیں۔ اور پولیس کو اصرار تھا کہ وہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان کتابوں میں کیا لکھا ہے۔ ان کے پاس ایسا آدمی موجود نہ تھا جو اردو عربی پڑھ سکتا۔ اس لئے مجھے انہوں نے روک لیا۔ محمد صامین نے مداخلت کرنی چاہی۔ پولیس نے انہیں خاموش کر دیا۔ اور مجھے پندرہ دن وہیں ٹھہرنا پڑا۔ اور محمد صامین اور ان کے رفقاء اسی جہاز سے آگے روانہ ہو گئے۔ میں پندرہ دن کے بعد دوسرے جہاز سے تاپاتوئن پہنچ گیا۔

تاپاتوئن ایک خوبصورت قصبہ ہے اور دور سے بہت ہی دلکش دکھائی دیتا ہے۔ جہاز اچھے خاصے فاصلے پر آ کر رک جاتے ہیں۔ وہاں کشتیوں میں بیٹھ کر وہاں پہنچتے ہیں۔ میں نے سابانگ میں یہاں کی زبان کے چند فقرے سیکھ لئے تھے۔ اور ان فقروں میں برابر اضافہ کر رہا تھا۔ تاپاتوئن میں محمد صامین اور محمد نور ان کے والد حسن داتو سے ملاقات ہوئی۔ وہ مجھے اپنے مکان پر لے گئے۔ اور وہ میرا اولین عارضی مستقر قرار پایا۔

میں نے طے کر لیا تھا کہ اپنا لباس وہی پہنوں گا جو قادیان میں پہنتا تھا۔ یہ لباس وہاں کے لوگوں کو عجیب و غریب معلوم ہوتا تھا۔ اس لئے لوگ بے ساختہ میرے متعلق سوال کرتے تھے۔ پہلے لوگ مجھے ملنے کے لئے آتے رہے۔ پھر میں خود باہر جانے لگا۔ جوں جوں میں زبان سیکھتا گیا۔ مافی الضمیر ادا کرنے میں مجھے سہولت ہوتی گئی۔ میں نے رفتہ رفتہ دعوت الی اللہ شروع کی۔ اور سب سے پہلے نوجوانوں کی طرف توجہ کی۔ کچھ عرصہ کے بعد مولوی عبدالواحد اور مولوی محمد یقین منیر حصول تعلیم کے لئے قادیان جانے پر آمادہ ہو گئے۔ یہ دونوں دوست قادیان سے فارغ التحصیل ہو کر واپس آئے اور اب بطور مربی کام رہے ہیں۔ پھر میں نے بوڑھے لوگوں کو پڑھانا شروع کیا۔ اور اس طرح دعوت الی اللہ کے لئے راستہ کھول لیا۔ جو شخص مجھ سے ایک دفعہ بات کر جاتا' وہ علماء اور اساتذہ سے جا کر کئی سوال پوچھتا تھا اور دوسرے لوگوں کی موجودگی میں پوچھتا تھا۔ اس سے دوسرے لوگوں میں جستجو اور تحقیق کا شوق پیدا ہو تا گیا۔

مجھے جلد معلوم ہو گیا کہ وہاں کے لوگ نہایت قدامت پسند ہیں۔ اور جو لوگ کلام الٰہی پڑھنا جانتے ہیں۔ ترجمہ انہیں بھی نہیں آتا۔ چنانچہ میں نے قادیان خط لکھا۔ اس وقت مولوی ابوبکر ایوب اور محمود احمد قادیان ہی میں تھے۔ مولوی فخرالدین نے ان سے انڈونیشیا کی زبان میں پہلے

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

ملائیشیا کا اہم فیصلہ

ملائیشیا کے وزیر اعظم ڈاکٹر مہاتیر محمد نے ایک اہم فیصلہ کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ ایشیا میں موجودہ مالی بحران کی وجہ سے جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک کو چاہئے کہ وہ ڈالر کی بجائے اپنی مقامی کرنسیوں میں لین دین کریں۔ جنوب مشرقی ایشیا کے حالیہ بحران کی وجہ سے ڈالر کے مقابلے میں ان ممالک کی کرنسیوں کی قیمت بے حد گر گئی ہے اور ان کی معیشت بحران میں مبتلا ہو چکی ہے۔ انڈونیشیا نے اپنے 209 سفارت کاروں کو واپس بلالیا ہے کیونکہ ان کو ڈالروں میں تنخواہیں دینا ہوتی ہیں۔

ملائیشیا کے وزیر اعظم جو اپنی بے باک گفتاری اور مغربی دشمنی کی وجہ سے مشہور ہیں' انہوں نے یہ مشورہ تھائی لینڈ کے دورے کے دوران دیا ہے۔ تھائی لینڈ کی حکومت نے ان کے اس مشورے کو قبول کر لیا ہے اور ان کے نائب وزیر اعظم فوری طور پر ملائیشیا جائیں گے جہاں پر وہ مقامی کرنسیوں میں لین دین کا طریقہ طے کریں گے۔ ڈاکٹر مہاتیر محمد نے تھائی لینڈ کے وزیر اعظم چوان لی سے ملاقات کی۔ اور ایشیا کے اس بحران کے حل کے امکانی طریقوں پر بات چیت کی۔

ڈاکٹر مہاتیر کا یہ مشورہ جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک کے حالیہ اقتصادی بحران کو حل کرنے کی ایک کوشش ہے۔ لیکن اس سے عالمی منڈی میں ڈالر کو سخت دھچکا لگنے کا اندیشہ ہے۔ اس وقت دنیا میں جو اقتصادی نظام قائم ہے اس کے تحت بہت سے ممالک نے اپنی اقتصادیات یعنی اپنی کرنسی کو ڈالر سے منسلک کر رکھا ہے پاکستان میں آزادی کے بعد روپیہ پاؤنڈ سے منسلک تھا۔ لیکن 1970ء کی دہائی کے آخر میں روپیہ کو ڈالر سے منسلک کر دیا گیا۔ اس وقت اس فیصلہ سے پاکستان کو فائدہ ہوا تھا۔

OOO

عراق کا بحران

عراق کے اقوام متحدہ کے معائنہ کاروں کے بحران کو حل کرنے کے لئے زبردست سفارتی سرگرمیاں جاری ہیں۔ امریکہ خلیج میں اپنی فوجی طاقت میں اضافہ کرتا جارہا ہے اور اس کی طرف سے عراق پر فوجی حملہ کرنے کی دھمکی بدستور قائم ہے۔ بغداد میں روس' فرانس' ترکی' عرب لیگ اور فلسطین کے نمائندے موجود ہیں جو صدر صدام حسین کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں کہ وہ مشتبہ مقامات کے معائنہ پر آمادہ ہو جائیں۔ اور اقوام متحدہ کے معائنہ کاروں کو اجازت دے دیں کہ وہ صدارتی محل کے متعلقہ حصوں کی تلاشی کی اجازت دے دیں۔ جن میں شبہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ وہاں پر کیمیائی ہتھیار تیار کئے جارہے ہیں۔

اس بحران کو حل کرنے کے لئے سلامتی کونسل کو جلد ایک نئی تجویز پیش کی جائے گی۔ یہ تجویز روس کی طرف سے پیش کی جائے گی روس کے صدر بورس یلسن امریکہ کو دھمکی دے چکے ہیں اگر اس نے عراق پر حملہ کیا تو اس سے تیسری عالمی جنگ شروع ہو سکتی ہے۔ روس فرانس اور چین عراق پر امریکی حملے کی مخالفت کر چکے ہیں۔ روس کے نمائندے نے کہا ہے کہ یہ بات واضح ہے کہ عراق سے اس کی کسی ہمسائے کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس لئے امریکہ کا عراق پر حملہ کرنا بلاجواز ہے روسی نمائندے کا کہنا ہے کہ اس بات کا بھی کوئی ثبوت نہیں ملا کہ عراق کے پاس کیمیاوی ہتھیار موجود ہیں۔

امریکہ کا ساتھ صرف برطانیہ دے رہا ہے۔ جس کے وزیر اعظم ٹونی بلیئر اپنی حمایت کے اظہار کے لئے واشنگٹن پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے اپنے میرین فوجی خلیج میں بھیجنے کا اعلان کیا ہے۔

اس وقت خلیج میں برطانیہ کا ایک طیارہ بردار بحری جہاز' امریکہ کے دو طیارہ بردار بحری جہاز' دو ایٹمی آبدوزیں' 24 اٹیک ہوائی جہاز اور 125 جنگی ہوائی جہاز موجود ہیں۔ جبکہ عراق کے پاس بہت کم فوجی قوت ہے اور ان میں سے بھی اکثر کے فاضل پرزے دستیاب نہیں ہیں۔

OOO

فلپائن کو عالمی بنک کی امداد

عالمی بینک کے صدر نے فلپائن میں صدر فیڈل راموس سے ملاقات کے بعد اعلان کیا ہے کہ عالمی بینک فلپائن کو ایک ارب ڈالر کا قرضہ دے گا تاکہ فلپائن موجودہ اقتصادی بحران کا مقابلہ کر سکے۔ عالمی بینک کے صدر نے کہا ہے کہ ان کا ادارہ جنوب مشرقی ایشیا کے تمام ممالک کو اس بحران پر قابو پانے میں مدد دے گا۔

جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک اقتصادی اعتبار سے اور صنعتی اعتبار سے مضبوط ملکوں میں شمار ہوتے ہیں۔ لیکن موجودہ عالمی اقتصادی نظام میں سٹاک ایکس چینج کا جو نظام قائم ہے اس کے گورکھ دھندے نے ان مضبوط ملکوں کی اقتصادیات کو بھی ہلا کر رکھ دیا ہے۔ اور غریب ممالک یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ جب صنعتی اعتبار سے مضبوط ممالک یعنی جنوبی کوریا' انڈونیشیا' اور ملائیشیا وغیرہ کی یہ حالت ہے تو کسی بحرانی صورت حال میں ان ملکوں کا کیا بنے گا۔

ادھر جنوبی کوریا نے اقتصادی بحران پر قابو پانے کے لئے کارکنوں کے ساتھ ایک سمجھوتہ طے کیا ہے۔ اس سمجھوتے کے تحت کارکنوں کی برطرفی کا طریق کار طے کیا گیا ہے۔ اس کے تحت کسی کارکن کو برطرفی سے قبل سات دن کا نوٹس دیا جائے گا اور اس دوران تاجر اور کارکن مل کر یہ فیصلہ کریں گے کہ کارکن کی فراغت کی صورت میں کیا طریق کار اختیار کیا جائے۔

OOO

ماہنامہ خالد دسمبر 1962ء

ایم اے انور - ربوہ

صحتِ جسمانی کے بارہ میں ہمارا فرض

یورپ کے ایک مفکر سے کسی نے سوال کیا تھا' کہ دنیا میں کن اہم چیزوں کی کشش جاذب نظر و پر اثر ہے؟ مفکر نے جواب دیا۔

"دو چیزیں ایک حسن اور دوسری دولت" سوال کیا گیا۔ "اگر کسی کے پاس دولت نہ ہو؟"

"تو پھر حسن ہی اس کائنات کی سب سے زیادہ مسحور کن چیز ہے" مفکر نے جواب دیا۔

انسان کے حقیقی حسن کا راز اس کی صحت مند زندگی میں مضمر ہے جو صحت مند ہو وہ کسی ظاہری بناؤ سنگار کا محتاج نہیں ہوتا۔ خدا کی قدرت اس کی سادگی میں بھی اس کے حسن کا اظہار فرماتی ہے۔ موجودہ دنیا میں جب ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا مادی ترقیات میں اتنی زیادہ بڑھ گئی ہے کہ انسان کو وہ جفاکشی نہیں کرنی پڑتی جو ہمارے آباؤ اجداد کیا کرتے تھے اور ہمارے آباؤ اجداد محض اس جفاکشی' محنت اور مشقت کی بناء پر جس کا تعلق جسمانی نشوونما پر اور صحت مند ترقی سے ہے نہایت ہی طاقتور' بہادر' قوی' صحت مند اور لمبی عمریں پانے والے گزرے ہیں۔ انہیں صحت کو قائم رکھنے کے لئے غیر قدرتی ذرائع استعمال کرنے کی کبھی ضرورت ہی نہیں محسوس ہوتی تھی۔ ان کو روزمرہ کی زندگی میں اپنے کاروبار کو خوش اسلوبی سے ادا کرتے ہوئے اتنی ورزش میسر آجاتی تھی جو انسانی صحت مند زندگی کے لئے ضروری تھی لیکن موجودہ زمانہ میں ہم اپنے جسمانی رگ اور پٹھوں پر کسی قسم کا بوجھ ڈالے بغیر بڑے بڑے کام مشینوں کے ذریعہ سرانجام دے لیتے ہیں جس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارے جسم کو اتنی ورزش میسر نہیں آتی جو جسمانی رگ اور پٹھوں کو طاقتور بنانے اور طاقتور رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ رفتہ رفتہ ہمارے رگ اور پٹھے کمزور سے کمزور تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں ہم اپنے جسمانی حسن کو بھی کھو بیٹھتے ہیں جو قدرت کی عطا کردہ ایک خاص نعمت ہے۔ جب انسان اس نعمت کو اپنے میں محسوس نہیں کرتا یا اس نعمت کی کمی محسوس کرتا ہے تو ظاہری وسائل استعمال کرتا ہے۔ جس سے انسان اپنے حسن کو ایک قدرتی خواہش کے مطابق ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن یہ تو ظاہر ہے کہ قدرتی نعمت پائیدار ہوتی ہے لیکن غیر قدرتی حسن بارہ گھنٹے بھی زندگی نہیں پا سکتا۔ آج کل خواہ وہ مرد ہو یا عورت اپنے جسمانی حسن اور خوبصورتی کو ظاہر کرنے کے لئے کئی وسیلے اختیار کرتا ہے جس کو "میک اپ" سے موسوم کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ انسانی میک اپ دیرپا نہیں ہو سکتا' دیرپا وہی ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف سے میک اپ کیا گیا ہو۔ باقی تو محض تکلف۔

اے دوست. تکلف میں ہے تکلیف سراسر!

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

تکلّف سے بری ہے حُسنِ ذاتی

قبائے گل میں گُل بوٹا کہاں ہے

اس عدم توجہگی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس مقولے کو کون نہیں جانتا کہ تندرستی ہزار نعمت ہے۔ صرف نعمت ہی نہیں بلکہ ہزار نعمت ہے۔ لیکن ہم میں سے بہت کم ہیں جو اس نعمت سے پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ موجودہ زمانے کی ملاوٹی غذائیں اور صحت کے اصولوں کی فراموشی نے ہمارے جسموں کو کمزور کر دیا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی بیماری کا شکار ہے جس کی وجہ سے ہماری صحتیں ایسی نہیں جیسی ہمارے آباؤ اجداد کی تھیں۔

صحت کے لئے جہاں اچھی اور خالص غذا کی ضرورت ہے وہاں چند اصولوں کے مطابق ورزش جسمانی بھی لازمی ہے۔ محض اچھی غذا کھا لینا کافی نہیں۔ وہ غذا جزو بدن نہیں بن سکتی جب تک جسم میں بھی اس غذا کو جزو بدن بنانے کی طاقت نہ ہو اور یہ طاقت و صحت ورزش جسمانی سے حاصل ہو سکتی ہے۔

ورزش جسمانی یہ نہیں کہ ہم ایک دو دن یا ایک دو ہفتے یا مہینے یا صرف چند سال کر کے چھوڑ دیں تو عمر بھر کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔ ہرگز نہیں اگر ہم غذا روزانہ کھاتے ہیں تو ہمیں ورزش بھی روزانہ کرنی چاہئے۔ جس طرح غذا ہماری طبعی خواہش کو پورا کرتی ہے۔ اسی طرح ورزش ہمارے رگ و پٹھہ کی ایک طبعی خواہش ہے۔

ورزش جسمانی کے لئے کسی عمر کی قید نہیں بلکہ بڑھاپے میں بھی اپنی استطاعت کے مطابق ورزش کی جا سکتی ہے آسان اور ہلکے طرز کی یا کم از کم صبح کی سیر ہی سہی۔!

جسمانی ورزش سے انسان صرف صحت مند ہی نہیں رہتا بلکہ اس کا اثر روحانی ترقی پر بھی پڑتا ہے جس انسانی جسم میں عبادت اور ریاضت کی طاقت ہی نہ ہو وہ نہ تو عبادت ہی کر سکتا ہے اور نہ خدا کے حصول کی ریاضت کر سکتا ہے۔ صرف محنت پر ہی ان چیزوں کا انحصار ہے۔ جیسے روحانی ترقی کے لئے عبادت اور ریاضت ضروری ہے اسی طرح انسانی صحت کے لئے ورزش جسمانی اختیار کرنا اصول صحت جسمانی کی پابندی کرنا ضروری ہے صحت مند انسان میسر آمدہ خوراک سے ایک لذت محسوس کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے جسم میں وہ قوت و طاقت موجود ہوتی ہے جو غیر صحت مند اور بیمار میں نہیں ہوتی۔ صحت مند انسان کے اندر قدرتی قوت مدافعت یعنی ہر بیماری کا مقابلہ کرنے کی طاقت موجود ہوتی ہے اس لئے وہ بیمار بھی نہیں ہوتا۔

تندرست آدمی کے لئے تنگدستی اتنی پریشان کن نہیں ہوتی۔ جتنی ایک مالدار آدمی کے لئے بیماری یا غیر صحت مند زندگی' صحت کو قائم رکھنے کے لئے سب سے پہلی ضروری چیز ورزش جسمانی ہے اور اس کے متعدد اصول ہیں موجودہ زمانہ

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ صفحہ 5

پارہ کا ترجمہ کروا کر مجھے ارسال کر دیا۔ اس ترجمے نے بڑا اثر کیا اور لوگوں کو کلام الٰہی کی طرف خاصی رغبت ہو گئی۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ وہاں کے لوگ طبعی طور پر ڈچ لوگوں سے نفرت کرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے انہیں غلام بنا رکھا ہے۔ اس لئے یہ ان کے لباس سے بھی نفرت کرتے ہیں۔ میں چونکہ انگریزی لباس نہیں پہنتا تھا۔ اس وجہ سے بھی وہاں کے لوگ مجھ سے محبت کرتے تھے۔ وہاں کے بعض نمبردار اور سفید پوش قسم کے لوگ بعض علماء کو میرے پاس لاتے۔ ہماری بحث ہوتی۔ تاپاحون میں بہت سے لوگوں نے ادھر ادھر میری آمد کی اطلاع دے دی۔ جس سے سارے ساٹرا میں میرے متعلق چرچا ہو گیا۔ ساٹرا کے چند اساتذہ یہاں پر تھے۔ انہوں نے اپنے مرکز پاڈنگ ہیجنگ کو لکھا۔ وہاں سے چند علماء مباحثہ کے لئے آگئے۔ اس مباحثہ میں صرف ساٹرا طوالیب کے باشندے شامل ہوئے۔ یہ مباحثہ کئی دن تک جاری رہا۔

OOO

بقیہ صفحہ 6

میں ورزش جسمانی کا انحصار انسانی جسم کی بناوٹ اور ساخت کے مطابق ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ورزش جسمانی کی بنیاد ہی انسانی جسم کی ساخت پر ہے۔

ورزش سے تمام اعضاء میں موزونیت پیدا ہوتی ہے اور رگ و پٹھہ غیر ضروری طور پر ڈھیلا یا سخت ہو کر انسان کی ظاہری وضع کو بھدا اور بدنما ہونے سے روکتا ہے۔ نیز صحت کو قائم رکھنے کے لئے انسان کے جسم میں جتنے نظام ہیں صحیح طور پر کام کرتے ہیں۔ اور اگر یہ نظام جسمانی صحیح طور پر کام کریں تو انسان تمام بیماریوں سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ اس لئے سب سے اہم انسانی صحت کے لئے ورزش جسمانی ہر اعضاء کی مناسبت سے ضروری ہے۔

دوسرے نمبر پر صاف آب و ہوا ہے جو کسی قسم کے اخراجات کا بوجھ اٹھائے بغیر بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ وہ بطریق سیرو تفریح ہے۔ صبح اور شام کو کھلی فضا میں سیرو تفریح کرنے سے انسان ایک طرف تو جسمانی قوت کے لئے غذا حاصل کرتا ہے، دوسری طرف خالی اوقات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یاد الٰہی بھی کر سکتا ہے اس طرح ایک وقت میں دونوں کام بخوبی سرانجام دیئے جا سکتے ہیں۔

تیسرے نمبر پر خالص خوراک کا استعمال ہے جو موجودہ زمانہ میں بہت مشکل ہے۔ تاہم کوشش یہی کرنی چاہئے کہ سادہ اور خالص خوراک کا استعمال کیا جائے۔

اگر انسان صحت مند ہو تو اس کا دل و دماغ بھی صحت مند ہو گا اور اگر دل و دماغ صحت مند ہو تو انسان ہر مشکل سے مشکل مرحلے کو طے کرنے میں کوئی فکر یا دقت محسوس نہیں کرتا لیکن صحت مند دماغ کمزور، لاغر اور بیمار انسان کو میسر نہیں آ سکتا۔ یا یوں کہئے کہ بیمار و کمزور جسم صحت مند دماغ کے بوجھ کو نہیں اٹھا سکتا۔ جیسا کہ ایک یونانی مفکر نے کہا ہے۔

Sound mind in a sound body

"صحت مند جسم کے اندر صحیح دماغ"

صحت مند دماغ کو قبول کرنے لئے مضبوط، طاقت ور اور صحت مند جسم ہی درکار ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہمیں جو بھی مواقع میسر آئیں ان کو غنیمت سمجھتے ہوئے فائدہ اٹھائیں اور ہمیشہ اپنی صحت کو برقرار رکھنے کی طرف خاص توجہ دیں۔

OOO

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

جمعرات 12۔ فروری 1998ء

12-30 رات۔ جرمن پروگرام۔
1-30 چلڈرنز کارنر۔ حضرت صاحب کے ساتھ ملاقات۔
2-00 المائدہ۔ سویٹ بریڈ کیوبز۔
2-15 پیرہن فینسی بڈ شیٹ از لجنہ اماء اللہ بہاولنگر۔
3-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس۔ حضرت صاحب کے ساتھ۔
4-00 ترکی زبان سیکھئے۔ سبق نمبر7۔
4-25 عربی پروگرام۔
5-05 تلاوت۔ درس ملفوظات۔ خبریں۔
5-30 چلڈرنز کارنر۔ حضرت صاحب کے ساتھ ملاقات۔
6-00 لقاء مع العرب۔
7-00 پروگرام از کینیڈا۔
8-00 اردو کلاس۔
9-00 ترکی زبان سیکھئے۔ سبق نمبر7۔
9-30 عربی پروگرام۔
10-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس۔ حضرت صاحب کے ساتھ۔
11-05 تلاوت۔ درس ملفوظات۔ خبریں۔
11-30 چلڈرنز کارنر۔ حضرت صاحب کے ساتھ ملاقات۔
12-00 سندھی پروگرام۔ ہینڈی کرافٹ نمائش۔ رفقاء بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زندگی۔
1-00 المائدہ۔ سویٹ بریڈ کیوبز۔
1-15 پیرہن فینسی بڈ سیٹ۔ از لجنہ اماء اللہ بہاولنگر۔
1-55 لقاء مع العرب۔
3-00 اردو کلاس۔
4-00 کوئز تاریخ احمدیت
4-30 درثمین۔ نظموں کا صحیح تلفظ۔
5-05 تلاوت۔ خبریں۔
5-30 ڈچ زبان سیکھئے۔ سبق نمبر7۔
6-00 انڈونیشین پروگرام۔
7-00 بنگالی پروگرام۔
8-00 ہومیوپیتھی کلاس۔ حضرت صاحب کے ساتھ۔
9-00 لقاء مع العرب۔
10-00 روسی پروگرام۔
11-05 تلاوت۔ درس ملفوظات۔ خبریں۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

O مکرم مسعود احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ کے خسر محترم مبشر احمد وسیم گورداسپوری صاحب حال راولپنڈی گذشتہ 7 روز سے بعارضہ فالج کے اٹیک سے بے ہوش رہنے کے بعد اب ہوش میں آگئے ہیں۔ فالج دائیں طرف ہے۔ ابھی کپلیکس ہسپتال اسلام میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرماوے۔ آمین۔

سانحہ ارتحال

O مکرم صدیق شاکر صاحب صدر حلقہ بھاٹی گیٹ لاہور کے پھوپھی زاد بھائی مکرم محمد عالم زاہد آف حلقہ سنت نگر لاہور مورخہ 98-1-3 عید الفطر کے روز بعمر 56 سال وفات پا گئے۔ آپ مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب احمدیہ مشن لائبیریا (مغربی افریقہ) کے بڑے بھائی اور مکرم محمد ابراہیم صاب کے بیٹے تھے۔ ان کا جنازہ اسی روز رات دس بجے مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب نے پڑھایا اور احمدیہ قبرستان ماڈل ٹاؤن لاہور میں تدفین ہوئی اور قبر تیار ہونے پر بھی مکرم صوفی صاحب نے دعا کروائی۔

موصوف نے اپنے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور چار بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ موصوف کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں اور پسماندگان کو اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

اعلان داخلہ کلاس اول تک کلاس ہشتم 1998ء (انگلش میڈیم) نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ

O کلاس اول تا کلاس ہشتم میں محدود خالی سیٹوں پر داخلہ کے لئے داخلہ ٹیسٹ مورخہ 7- مارچ 1998ء کو نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ میں ہو گا۔ ہر کلاس میں داخلہ کے لئے گذشتہ کلاس کے سب مضامین کا داخلہ ٹیسٹ ہو گا۔ مزید تفصیلات کے لئے دفتر گرلز سیکشن نصرت جہاں اکیڈمی سے رابطہ کریں۔

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ)

اعلان داخلہ

O قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد نے مندرجہ ذیل مضامین میں ایم فل (M.Phil) پروگرام میں داخلہ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔

بیالوجی (مالیکیولر بیالوجی، بایو کیمسٹری، مائیکرو بیالوجی وغیرہ) کیمسٹری، میتھ، فزکس، الیکٹرانکس، ارتھ سائنسز، بین الاقوامی تعلقات، تاریخ، اکنامکس، پاکستان سٹڈیز، امریکن سٹڈیز۔ داخلہ فارم وغیرہ 100 روپے کے عوض بک شاپ سے یا 120 روپے کا کراسڈ پوسٹل آرڈر ارسال کر کے منگوائے جا سکتے ہیں۔ ایم فل میں داخلہ سے قبل متعلقہ مضمون کا ٹیسٹ کلیئر کرنا لازمی ہو گا۔ متعلقہ شعبہ کے چیئرمین تک فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 23- فروری 1998ء ہے۔

O برطانیہ کی جملہ یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز اور پرنسپل صاحبان کی کمیٹی (CVCP) ہر سال اوورسیز ریسرچ ایوارڈ سکیم کے لئے اعلان کرتی ہے۔ اس میں صرف پوسٹ گریجوایٹ تعلیم مکمل کرنے والے طلبہ ہی درخواست دینے کے اہل ہیں۔ یہ ایوارڈ کسی بھی Taught پروگرام کے لئے نہیں دیا جائے گا بلکہ صرف پوسٹ گریجوایٹ ریسرچ پروگرام کے لئے مختص ہے۔ اس کو حاصل کرنے کے لئے برطانیہ کی مختلف یونیورسٹیوں میں سے کسی میں داخلہ کروانا ضروری ہو گا اور اسی کے ساتھ ہی یونیورسٹی رجسٹرار سے ORS ایوارڈ کے فارم طلب کر کے بروقت درخواست دینا ہو گی۔ اس لئے اس سلسلہ میں آخری تاریخ 27- اپریل 1998ء ہے۔ تمام معلوماتی لٹریچر مع یہ ایوارڈ آفر کرنے والی یونیورسٹیوں کے بارے میں اس پر لکھ کر حاصل کیا جا سکتا ہے۔

CVCP (ORS AWARDS)
WOBURN HOUSE
20 TAVISTOCK SQUARE
LONDON WC1H 9HQ U.K.
Email:- info cvcp.ac.uk
Web: www.cvcp.ac.uk

(نظارت تعلیم)

بقیہ صفحہ 1

نتیجے میں پیدا ہوتا ہے اور یہ مزید پہچان ہے کہ ہمارے تعلقات کیسے ہیں۔ اگر کسی کی کوئی خوبی، اس کو خدا کی کوئی عطا، کسی انسان کو تکلیف دیتی ہے تو اس کے نتیجے میں حسد تو پیدا ہو گا۔ مگر حسد پہچان ہے دشمنی کی۔ ایسا شخص اس کا بھائی نہیں ہے۔ بھائی کہلاتا بھی ہے تو بھائی والی محبت دل میں موجود نہیں۔ بلکہ بنیادی طور پر اس سے کچھ عداوت ہے۔ تو فوراً فرمایا حسد نہ کرو۔ دشمنی نہ رکھو۔

(از خطبہ 25 نومبر 1994ء)

OOO

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 11 فروری-1998ء
درجہ حرارت کم از کم 11 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 23 درجے سنٹی گریڈ

○ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس اجمل میاں کے خلاف درخواست لاہور ہائی کورٹ کے فل بنچ نے مسترد کردی۔ رٹ میں کہا گیا تھا کہ سکول کے ریکارڈ کے مطابق چیف جسٹس کی تاریخ پیدائش یکم جولائی 1932ء ہے اس کے مطابق ان کو 30۔ جون 1997ء کو ریٹائر ہو جانا چاہئے۔ فاضل عدالت نے قرار دیا کہ عدالت میں رٹ کے ساتھ پیش کی گئی دستاویزات قانونی طریقہ کے مطابق تصدیق شدہ نہیں ہیں۔ بیرون ملک سے جاری ہونے والی دستاویز کی تصدیق وہاں موجود پاکستانی قونصل خانہ اور نوٹری پبلک سے کروانا ضروری ہوتا ہے۔ ان وجوہات پر عدالت عالیہ نے رٹ فنی وجوہ پر ابتدائی سماعت میں ہی مسترد کر دی۔ فاضل عدالت نے کہا ہے کہ ابرار کیس میں طے پا چکا ہے کہ کوئی جج دوسرے جج کے خلاف رٹ جاری نہیں کر سکتا۔ درخواست گذارہ کے وکیل سابق اٹارنی جنرل آف پاکستان بیرسٹر شہراز جہانگیر نے کہا کہ سجاد علی شاہ کے خلاف کیس میں ایک جج نے دوسرے جج کے خلاف حکم جاری کیا تھا لہٰذا ایسا ہو سکتا ہے۔ عدالت کی کارروائی چند منٹوں میں ختم ہو گئی اور رٹ درخواست مسترد کر دی گئی۔

○ صدر مملکت محمد رفیق تارڑ کو صدارتی الیکشن لڑنے کا اہل قرار دے دیا گیا ہے۔ لاہور ہائی کورٹ کے 3 رکنی بنچ نے قائمقام چیف الیکشن کمشنر مختار جونیجو کے فیصلے کو غیر آئینی اور غیر قانونی قرار دے کر کالعدم کر دیا۔ عدالت نے مختصر فیصلہ دیا۔ اس کی وجوہات بعد میں تحریر کی جائیں گی۔ پیپلز پارٹی کی طرف سے صدارتی امیدوار آفتاب شعبان میرانی نے کہا ہے کہ وہ یہ فیصلہ سپریم کورٹ میں چیلنج کریں گے۔ اور قانونی جنگ جاری رکھیں گے۔

○ اے این پی اور ایم کیو ایم سے معاملات کے حوالے سے وزیراعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ ایک دوسرے کے مینڈیٹ کا احترام ہونا چاہئے۔ جس کا جتنا بڑا مینڈیٹ ہے اتنا ہی اس کا احترام بھی چاہئے۔ 1971ء میں مینڈیٹ کا احترام ہوتا تو ملک ٹکڑے ٹکڑے نہ ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ آئین میں بے تحاشا ترامیم کی ضرورت ہے۔ 1973ء کے دستور کی روح کو بحال کیا جائے گا۔ آئینی پیکج کے بارے میں انہوں نے کہا کہ سب کو اعتماد میں لیا جائے گا۔ تاجروں پر سیلز ٹیکس کے بارے میں وزیراعظم نے کہا کہ تاجر جنرل سیلز ٹیکس دیں یا ریونیو بڑھانے کا دوسرا طریقہ بتادیں۔

○ پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرپرسن محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ حکومت عوامی ردعمل کو دبانے کے لئے غنڈہ گردی کر رہی ہے۔ انہوں نے سندھ میں پیپلز پارٹی کے عہدیداران اور کارکنان پر ڈھائے جانے والے ریاستی تشدد اور مظالم کی مذمت کی اور کہا کہ اس طرز عمل سے ضیاء آمریت کی یادیں تازہ ہو گئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میڈیا ٹرائل میں شرمناک ناکامی کے بعد اب نواز شریف کی حکومت اپنے روایتی مارشل لائی مزاج کے مطابق اپنے عوام دشمن فیصلوں پر عوامی ردعمل کو روکنے کے لئے ریاستی غنڈہ گردی کا سہارا لے رہی ہے۔

○ حکومت پنجاب نے ڈبل سواری کرنے والوں کو گرفتار نہ کرنے کا حکم دے دیا۔ پابندی کی خلاف ورزی کرنے والوں کو صرف موقع پر جرمانے کئے جائیں گے اور مقدمہ نہیں بنایا جائے گا۔

○ حکومت نے تاجروں کو فکسڈ جنرل سیلز ٹیکس عائد کرنے کی پیشکش کر دی ہے۔ تاجروں کو خود رجسٹریشن کرانے کی دعوت دی گئی ہے۔

○ ہیلی کاپٹروں کی خریداری معمہ بن گئی ہے۔ نہ حکومت کی جانب سے ادا کردہ رقم ملی۔ نہ ہیلی کاپٹر پاکستان پہنچے۔ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے تحقیقات کا دائرہ وسیع کر دیا۔

○ آفتاب شیرپاؤ نے پیپلز پارٹی سرحد میں اپنی برتری ثابت کر دی حیات محمد خان شیرپاؤ کی برسی کے موقع پر ان کا جلسہ صوبائی صدر بیرسٹر مسعود کوثر کے جلسے سے بڑا تھا۔

○ حکومت اور پریس کے درمیان مذاکرات کے بعد پریس کونسل بنانے پر اتفاق رائے کر لیا گیا ہے۔

○ کنٹرول لائن پر پاکستان کے جوابی حملے سے 22 بھارتی فوجی ہلاک اور 3 مورچے تباہ کر دیئے گئے۔ کھوئی رٹہ کے سیکٹر ندی سوہانہ میں بھارتی فوج نے مارٹر توپوں سے حملہ کیا۔ پاکستان کی جوابی کارروائی سے بھارتی مورچوں میں آگ لگ گئی۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف نے کہا ہے کہ فرقہ واریت کو فروغ دینے والے ادارے مسمار کر دینے چاہئیں ایسے لوگ نہ عالم دین ہیں نہ مسلمان اور پاکستانی۔ انہیں کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مذہب کے نام پر دہشت گردی کرنے والے واجب القتل ہیں۔

○ 9۔ فروری کو قومی پولیو ڈے کے موقع پر اڑھائی کروڑ بچوں کو پولیو کے قطرے پلائے گئے۔

○ وزیراعظم محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ آئندہ تین سال کے لئے ہڑتالوں پر پابندی کے لئے قانون سازی کریں گے۔ 98ء تبدیلی کا سال ہے آئندہ سال کے عرصہ میں کمپیوٹر میڈیکل اور انجینئرنگ کی تعلیم دینے والے اداروں کی تعمیر کی عام اجازت دی جائے گی اور ان پر کوئی ٹیکس نہیں ہو گا۔ وزیراعظم نے پروگرام 2010ء کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مکان سازی کو صنعت کا درجہ دیا جائے گا۔ دو سال تک مذہبی تہواروں کے علاوہ چھٹیاں ختم ہونی چاہئیں۔ بجلی کے نرخ بڑھنے سے روکنے کے لئے کوشاں ہوں۔ اگر اضافہ ہو گیا تو ذمہ دار نہیں ہوں گا۔

○ وزیراعظم محمد نواز شریف نے پختونخواہ کا مطالبہ مسترد کر دیا ہے۔

○ نامور سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے کہا ہے کہ 60 فیصد اور 40 فیصد گیس پر قابض ہونے کے باوجود مسلمان پسماندہ ہیں۔ ان کی بات پر دھیان نہیں دیا جاتا۔ جاپان کے پاس نہ قدرتی وسائل ہیں۔ نہ زمین 'نہ سونا اور کپاس' پھر بھی وہ سائنس اور ٹیکنالوجی پر قابض ہے۔ مسلمان اس طرف توجہ نہیں دیتے۔ دنیا کے 57 مسلمان ملکوں کی قومی آمدنی 11 سو بلین ڈالر ہے۔ فرانس 12 سو بلین اور جرمن دو ہزار بلین قومی دولت کا مالک ہے۔ اس کے باوجود مسلمان ممالک پیچھے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے اسلام آباد میں 2010ء پروگرام اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہماری قوم کی حالت ایسے مریض جیسی ہے جس کے پاس ڈاکٹر ہیں۔ اور دوا بھی موجود ہے اس کے باوجود وہ آہستہ آہستہ مرتا جاتا ہے۔ سیاسی آزادی کا تعلق براہ راست معاشی آزادی سے ہے معاشی طور پر انسان کمزور ہو تو سیاسی آزادی بھی ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔

○ سابق دور حکومت میں پانچ ہیلی کاپٹروں کی خریداری میں گھپلوں کا انکشاف ہوا ہے۔ تحقیقاتی کمیٹی نے سابق وزیر خزانہ مخدوم شہاب الدین اور سابق وزیراعظم کے پرنسپل سیکرٹری احمد صادق اور سابق کیبنٹ سیکرٹری ہمایوں فیض رسول کو طلب کر لیا ہے۔

○ بزرگ سیاست دان نوابزادہ نصراللہ خان نے کہا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ نواز شریف حکومت ایک لمحہ بھی نہ رہے۔

○ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ حکمران لوٹی دولت واپس لانے کی بجائے بچا کھچا خزانہ بھی لوٹ رہے ہیں۔

○ صدر مملکت محمد رفیق تارڑ نے کہا ہے کہ ملک میں نفاذ شریعت کے لئے جلد قانون سازی ہو گی۔

○ لاہور میں ڈکیتی کی تین وارداتوں میں ڈاکو لاکھوں روپے مالیت کے طلائی زیورات نقدی و دیگر سامان لے گئے مزاحمت پر ایک بوڑھے ڈاکٹر کو کلینک میں قتل کر دیا گیا۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا چندہ

○ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے خریداران کی خدمت میں اطلاعاً تحریر ہے کہ یکم جنوری 1998ء سے سالانہ چندہ مبلغ 60 پاؤنڈ یا 4560/- روپے پاکستانی مقرر کیا گیا ہے۔ خریداران اس حساب سے سالانہ چندہ امانت خزانہ صدر انجمن احمدیہ 9221/3-346 میں جمع کروا کر کوپن نمبر سے نظارت کو مطلع فرمادیں تاکہ پرچہ جاری کروایا جا سکے۔

(ناظر اشاعت)

خوشخبری
آپ کی اور آپ کے بچوں کی صحت کا ضامن
امریکہ سے درآمد شدہ
AQUA WATER FILTERS
جراثیم سے پاک قدرتی طور پر شفاف اور خوش ذائقہ منرل واٹر کا حصول ایکوا سیف واٹر فلٹر کی بدولت اب آپ کے اپنے گھر میں انتہائی مناسب قیمت میں ممکن ہے آج ہی رابطہ کیجئے
ڈسٹری بیوٹرز
AQUA SAFE
یونائیٹڈ مارکیٹ کالج روڈ ربوہ فون 211212 PP

اعلان داخلہ
● - الصادق ماڈرن نرسری و پری سکول میں جونیئر، سینئر نرسری برائے سال 99-1998ء کا داخلہ 15 مارچ تا 19 مارچ ہوگا (اگر خدا نے چاہا) عمر 2½ تا 3½ سال جونیئر 3½ تا 4½ سال سینئر کی چند نشستیں۔
● - ہمارے ادارہ نے جو الگ الصادق اکیڈمی کا آغاز کیا ہے اس میں صرف پریپ کلاس کا داخلہ ہوگا۔ عمر 4½ تا 5½ سال نصاب نصرت جہاں اکیڈمی کے مطابق (صرف ایک سیکشن)
● ہمارے ادارے کے جو بچے نصرت جہاں اکیڈمی میں سیٹیں کم ہونے کے باعث وہاں داخل نہ ہو سکیں گے ہماری پریپ میں داخلہ کا اولین حق ان کا ہوگا۔
● باہر سے آنے والے بچوں کا داخلہ حسب گنجائش ٹیسٹ کی بنیاد پر ہوگا۔
داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 19 مارچ ٹیسٹ 22 مارچ صبح 9 بجے تا 12 بجے رزلٹ 24 مارچ
(داخلہ فارم سکول ٹائم میں ہمارے آفس سے حاصل کریں
نصیر احمد مینجر (الصادق ماڈرن نرسری سکول
4/22 دارالرحمت شرقی الف ربوہ